پاکستان میں اردو تحقیق کی روایت

محمد رمضان*

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر**

Abstract:

Tradition of Research in Urdu in Pakistan the tradition of research in urdu is not too old. the same is in pakistan . the research in urdu remained dispersed in the initial years of pakistan .the facilities for research were not up to the mark and the sources needed for it were scattered the issue of sources of indian office was till pending . Dr. Anwar Sadid extended work in this direction in the form of various Schools. i .e . School of Lahore and school of Karachi . Hafiz Mehmood Sherani has also contributed in this regard .At the time, the research work in pakistan is greately tied with theses written for the partial fulfilment of M. Phil and Ph.D Programs in urdu.there is need to strengthen these means to promote quality research in this insatible area.

اردو میں تحقیق کی روایت کوئی بہت قدیم بات نہیں ہے۔اس حوالے سے پاکستان میں اردو تحقیق کو بھی زیادہ عرصہ نہیں گزارا۔اگر مختلف محققین کی آراء کا جائزہ لیں تو اردو میں تحقیق کی روایت کا سلسلہ سو سے ڈیڑھ سو سال کو محیط ہے اور پاکستان میں اردو تحقیق کی عمر ساٹھ ستر سال سے زیادہ نہیں بنتی۔اردو میں تحقیق کے حوالے سے ڈاکٹر

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

** صدر، شعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

تبسم کاشمیری لکھتے ہیں۔

''اردو میں تحقیق کی روایت تقریباً ایک صدی پرانی ہے۔ انیسویں صدی کے ربع آخر میں حالی، شبلی اور آزاد کے کارناموں سے اردو میں جدید تحقیق کا آغاز ہوتا ہے۔ بیسویں صدی میں یہ تحقیقی روایت مزید آگے بڑھتی ہے اور اعظم گڑھ، پٹنہ، لاہور، دکن، دلی اور لکھنو جدید تحقیق کے مراکز بنتے ہیں۔''(۱)

رشید حسن خاں، اردو میں ادبی تحقیق کا آغاز بیسویں صدی سے کرتے ہیں۔

''اردو میں ادبی تحقیق کا آغاز بیسویں صدی کے آغاز سے ہوتا ہے اور کسی تکلف کے بغیر، شیرانی صاحب کو اردو میں تدوین و تحقیق کا معلم اول کہا جا سکتا ہے۔''(۲)

ڈاکٹر وحید قریشی کے مطابق یہ آغاز انیسویں صدی کے نصف آخر میں ہوا۔ وہ لکھتے ہیں۔

''اردو تحقیق کا تخم تذکروں میں ملتا ہے اسکا انکہ ابتدائی تواریخ ادب میں پھوٹ کر نمودار ہوتا ہے۔''(۳)

مذکورہ بالا آراء سے پتا چلتا ہے کہ اردو میں تحقیق کی روایت زیادہ قدیم نہیں ہے اور اس اعتبار سے پاکستان میں اردو روایت اور بھی کم عمری کی حامل ہے۔ ہر روایت قدیم ہو یا کچھ عرصہ قبل سے تعلق رکھتی ہو لیکن تحقیق کا طریقہ کار اور فن تحقیق خاصہ قدیم ہے دنیا کے مختلف ممالک میں اسکی قدامت کے نمونے ملتے ہیں ہم پاکستان میں اردو تحقیق کا جائزہ لینے سے پہلے مختصراً یہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تحقیق کا معلوم سلسلہ انداز کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ایم سلطانہ بخش رقمطراز ہیں۔

''فن تحقیق ایک قدیم فن ہے منضبط تحقیق کا جدید تصور سب سے پہلے اہل یونان نے اپنایا اور یونانی مفکر ارسطو نے اسے پروان چڑھایا۔ خیال یہ تھا کہ کسی بات کو اس وقت تک تسلیم نہ کیا جائے جب تک اس کا ثبوت یا اسکی صداقت کی دلیل موجود نہ ہو۔ اس طریق کار نے اہل یونان کے فکر و نظر میں ایک انقلاب پیدا کر دیا کہ ہر شخص حقیقت کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگا۔''(۴)

اہل یونان کے طریقہ کار کے مطابق پہلے اصل مسئلہ یا موضوع کو سمجھنا ضروری تھا پھر اسے حل کرنے کے لیے مختلف دلائل یا مفروضوں کو ثابت کرنے کے لیے مشاہدہ۔ لوگوں کی آراء معلومات اور متعلقہ تحریری مواد سے استفادہ کرنا تھا۔ چنانچہ ان سب کی جانچ پڑتال کے بعد ہی نتائج اخذ کیے جا سکتے تھے البتہ سائنس میں تحقیقی عنصر بہت حد تک مسلمانوں کا مرہون منت ہے اس سلسلے میں ایم سلطانہ بخش لکھتی ہیں۔

''اگرچہ یونانی محققین، بیشتر حقائق کی فراہمی کے ذمہ دار تھے۔ تاہم اس ضمن میں عربوں کی بالا دستی ان کی عمیق نظری اور ابن رشد جیسے سائنسدانوں اور ماہرین علم نے

جدید طریقہ تحقیق کی بنیاد ڈالی اور ان ہی کی تحقیقات سے اہل یورپ نے استفادہ کیا۔''(۵)

اردو تحقیق کی روایت کے سلسلے کو اگر ماضی میں لکھے گئے تذکروں سے منسلک کر دیا جائے تو اسکی قدامت میں خاصا اضافہ ہو جاتا ہے۔نکات الشعراء تذکرہ گلشن ہند،خوش معرکہ زیبا،لغات گلشن بے خار سے آب حیات تک تذکرے لکھے گئے ان میں تنقید کے ساتھ ساتھ تحقیق کا عنصر بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا کچھ دانشوروں کے مطابق تحقیق کی باقاعدہ ابتدا سرسید سے ہوتی ہے ڈاکٹر محمود الٰہی کے بقول۔

''سرسید نے مغرب کے آداب تدوین سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور آئین اکبری کا معیاری متن پیش کیا۔''(۶)

آئین اکبر کا موضوع ادب نہیں تاریخ تھا،اسکے علاوہ سرسید نے خطبات احمدیہ اور آثار الصنادید لکھیں۔ خطبات احمدیہ لکھنے کے لیے مواد جمع کرنے کی خاطر سرسید نے سات سمندر پار انگلستان کا سفر کیا۔گو انھوں نے تحقیق کے ذریعے مستند اور ٹھوس معلومات حاصل کیں اور پھر واپس ہندوستان آکر اپنی کتاب تالیف کی جو ایک شاندار کارنامہ ہے۔اسکے پہلے ایڈیشن میں کچھ خامیاں تھیں جنھیں دوسرے ایڈیشن میں دور کر کے لے گیا اردو تحقیق میں یہ ایک نیا انداز اسکے علاوہ آثار الصنادید اگرچہ ادبی کتاب نہیں مگر تحقیق کی عمر کتاب ہے۔ایم سلطانہ بخش لکھتی ہیں۔

''سرسید تحریک کے زیر اثر جو نیا علمی اور سائنسی رجحان پیدا ہوا۔اس سے تحقیق کو بھی تقویت پہنچی۔بیسویں صدی میں اس روایت کی مزید توسیع محمود شیرانی ڈاکٹر عبدالحق، مولوی محمد شفیع،قاضی عبدالودود،مسعود حسن رضوی اور امتیاز علی عرشی جیسے بلند پایہ محققین ادب کے ہاتھوں ہوئی۔''(۷)

جدید تحقیق کے فروغ میں آزاد کا بھی نمایاں حصہ ہے۔آزاد نے اردو شعرا کے حالات کے علاوہ مقدمے میں اردو زبان کی پیدائش کے بارے میں اپنا نظریہ پیش کیا۔۔اگرچہ بعد کے ماہرین لسانیات نے اس نظریے کو غلط ثابت کیا یہ بات ان کے محققانہ ذہن پر دلالت کرتی ہے کہ سب سے پہلے نہ صرف اس میدان میں خامہ فرسائی کی بلکہ بعد میں آنے والوں کے لیے ایک راستہ بھی متعین کر دیا۔اس امر کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اردو کا پہلا تذکرہ ہے جس میں تحقیق سے کچھ کام لیا گیا ہے۔

آزاد کے معاصر مولانا الطاف حسین حالی نے تین سوانح عمریاں لکھیں حیات سعدی،یادگار غالب اور حیات جاوید پہلی کتاب میں شیخ سعدی کی حیات اور کارنامے میں دوسری میں حیات غالب اور شعریات غالب پر تحقیقی کام کیا۔جبکہ تیسری سوانح عمری میں سرسید کے حالات زندگی اور کارناموں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ان تینوں کتابوں میں حالی نے مذکورہ شخصیات کی زندگیوں اور کارناموں کا کھری اور سچی تحقیق کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔اس

طرح حالی نے تحقیق اور تنقید کے میدان میں اپنی حیثیت تسلیم کروائی۔ حالی کے ہم عمر مولانا شبلی نعمانی نے تحقیق کے میدان میں ایسے کارنامے سرانجام دیے کہ حیرت ہوتی ہے علامہ شبلی نعمانی نے بطور خاص سیرت النبیﷺ اور الفاروق میں نہایت دقت نظری اور محققانہ ذہن سے کام لیا۔ ان کتب میں واقعات کی ترتیب اور اخذ ونتائج وغیرہ قابل تعریف ہیں۔ سیرت وسوانح کے ساتھ ساتھ انھوں نے تحقیقی مقالات بھی لکھے۔

شعرالعجم کی پانچ جلدوں میں فارسی شعرا کی تاریخ بڑی کاوش سے بیان کی۔ شبلی کے بعد ان کے کام کو اسکے شاگردوں نے جاری رکھا جن میں سید سلیمان ندوی جنھوں نے سیرت النبیﷺ کے ادھورے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اسکے علاوہ انھوں نے نقوش سلیمانی میں سچائی اور حقیقت کی تلاش کے لیے ذاتی سطح سے بلند ہوکر کام کیا اور مستند ماخذات تک رسائی حاصل کی۔ انھوں نے لسانیات پر بھی خامہ فرسائی کی۔ سندھ میں اردو کا نظریہ پیش کیا۔ اسکے علاوہ اپنے استاد کی سوانح حیات شبلی کے عنوان سے لکھی۔

اس دور کے بعد تحقیق کے نئے دور کا آغاز ہوا جس میں پیدا ہونے والے محققین نے اس فن کو وہ عروج بخشا جو اس سے پہلے اردو ادب کو میسر آیا تھا ان محققین میں مولوی عبدالحق، حافظ محمود شیرانی، ڈاکٹر محی الدین قادری زور۔ عبدالسلام ندوی مولانا امتیاز علی عرشی، قاضی عبدالودود، عندلیب شادانی، ڈاکٹر غلام مصطفے، شوکت سبزواری، وغیرہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں اردو ادب کی تحقیق کو اپنا میدان بنالیا اور ساری زندگی اسکے لیے وقف کر دی۔ ان کے ہاتھوں ادبی تحقیق کا خیال عام ہوا اور ایک فضا پیدا ہوگئی۔ چنانچہ ان کے ساتھ کام کرنے والوں میں پنڈت بز جمعہ ہن وتاثیر یہ کیفی نواب منور رہار جنگ، حافظ محمود قاری اور پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب اس میدان میں پیش پیش نظر آتے ہیں

آزادی سے پہلے متحدہ ہندوستان میں نئی سوچ اور آگہی کے احساس کے ساتھ ساتھ تحقیق کی ضرورت کا احساس بھی بڑھنے لگا اور تحقیق کی مضبوط اور مسلسل روایات اسی وقت قائم ہوئیں جب تک تعلیم کی اعلی جماعتوں میں اردو کو بار دیا گیا۔ یونیورسٹیوں میں نہ صرف اردو بلکہ دوسری زبانوں اور دوسرے مضامین میں بھی تحقیق پر زور دیا گیا۔ ان مضامین میں تحقیق کے اصول مغرب سے لائے گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ اردو زبان وادب کی تحقیق نے بھی مغربی طریقہ کار سے استفادہ کیا۔ ایم سلطانہ بخش رقمطراز ہیں۔

> ''آزادی کے بعد ہندوپاک میں ادبی تحقیق کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ اسے تحقیق کا زریں دور کہا جا سکتا ہے۔ گذشتہ تیں پینتیس سالوں میں درسگاہیں تحقیق کا مرکز بن گئیں۔ درسگاہوں سے باہر بھی کئی عظیم اور قد آور محققین نے اپنی تحریروں سے تحقیق کے طالب علموں کی رہنمائی کی اور اردو میں تحقیق کے اصول وضع کیے۔''(۸)

قیام پاکستان کے بعد چند برسوں تک اردو تحقیق کا سلسلہ ایک حد تک منتشر رہا۔ تحقیق کے صبر آزما عمل میں جن سہولتوں اور ماخذات کے ذخیروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ انتشار کا شکار رہے۔ تقسیم کے وقت بیشتر علمی سرمایہ بھارت میں رہ گیا۔ انڈیا آفس کے ذخائر کا مسئلہ حنوز حل طلب رہا۔ قیام پاکستان کے وقت یہاں محض ڈھاکہ یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانوں کے علاوہ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور، پشاور آرکائیوز اور لاہور ریکارڈ آفس تھے۔ حکومت نے نئی نئی یونیورسٹیوں کے قیام کے ساتھ ساتھ ان میں کتب خانے بھی قائم کیے ڈاکٹر انور سدید نے پاکستان میں ادبی تحقیق کی روایت کو مختلف دبستانوں میں تقسیم کیا ہے۔

جن میں مندرجہ ذیل دبستان ہیں۔

۱۔ لاہور کا دبستان تحقیق ۲۔ کراچی کا دبستان تحقیق ۳۔ تحقیق کا جہان دیگر

انور سدید دبستان لاہور کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> ''تحقیق کے دبستان لاہور کی روایت کا رشتہ حافظ محمود شیرانی کی روایت سے بندھا ہوا ہے۔ اس دبستان کا طرہ امتیاز لسانی اور واقعاتی تحقیق میں داخلی اور خارجی شواہد کی بنا پر صداقت کی تلاش ہے۔''(۹)

> ''ڈاکٹر وحید قریشی شائد اردو کے واحد محقق ہیں جو خارجی حقائق کے علاوہ داخلی عوامل کی تحقیق میں بھی گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ گویا وہ فوٹو بھی اتارتے ہیں اور ایکس رے بھی کرتے ہیں۔''(۱۰)

میر حسن اور ان کا زمانہ ان کی اہم تحقیقی کاوش ہے۔ اسکے علاوہ میر شیر علی افسوس حیدری اور حسینی پر ان کے مقالات کو اہم ماخذات کا درجہ حاصل ہے غالب، حالی اور اقبال ان کی تحقیق کے تین اہم موضوعات ہیں سید وقار عظیم نے داستان اور افسانے پر خاص کام کیا ''فورٹ ولیم کالج تحریک اور تاریخ'' ان کی وفات کے بعد شائع ہوئیں۔ ڈاکٹر عبارت بریلوی کے ہاں تنقید اور تحقیق باہم آمیز ہوتے ہیں ''اردو تنقید کا ارتقا'' ان کا مشہور تنقیدی و تحقیقی کارنامہ ہے۔

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مخصوص عہد کی شاعری سے سماجی اور سیاسی پس منظر کو دریافت کیا ہے۔ شاہ حاتم کے کلام اور ''دیوان زادہ'' کی تحقیق کے علاوہ انھوں نے اکبر آلہ آبادی اور ظفر علی خاں کو تحقیق کے تناظر میں پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر سہیل بخاری نے تعلیم داستانوں کے تحقیقی مطالعے کو اپنا موضوع بنایا اس کے کچھ ثمرات ''باغ و بہار'' اور ''سب رس'' کی صورت میں چھپ چکے ہیں اس کے ''ہندی شاعری میں مسلمانوں کا حصہ'' بھی ان کی اچھی تحقیقی کاوش ہے۔

سید عابد علی عابد نے ادب کے تہذیبی ماخذات کی دریافت میں گہری دلچسپی اسلوبیات لکھنو کے شعری

دبستان، غالب اور بیدل شعر کی ماہیت کلاسک کیا ہے اور ریختی وغیرہ پر تحقیق کی ہے۔ڈاکٹر ممتاز منگلوری تاریخی ناول کی تحقیق اور''اندر سبھا'' کی تدوین کی ڈاکٹر معین رحمٰن نے''تحقیق اور تلاش''لکھی۔غالب، رشید احمد صدیقی اور مولوی عبدالحق کو ان کی تحریروں سے دریافت کرنے کی کوشش کی ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کو ابتدا میں''رجب علی بیگ سرور اور فسانہ عجائب'' سے شہرت ملی۔اس کے علاوہ''تصنیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' ان کی مستند تحقیقی کاوش ہے اس کے علاوہ دبستان لاہور میں ڈاکٹر گوہر نوشاہی، محمد اکرم چغتائی ڈاکٹر تحسین فراقی ڈاکٹر تبسم کاشمیری کے اسمائے گرامی نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔

دبستان لاہور کی تحقیقی روایت کا دائرہ بہت وسیع ہے اورئنٹیل کالج میں بہت سے قابل قدر تحقیقی مقالے لکھوائے گئے ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں مرزا دبیر پر ڈاکٹر مظفر حسین ملک کا مقالہ، محمد حسین آزاد پر ڈاکٹر محمد صادق کا مقالہ، حافظ محمود شیرانی پر مظہر محمود شیرانی کا مقالہ، مومن پر ناظر حسین زیدی کا مقالہ، ڈاکٹر وزیر آغا نے طنز و مزاح پر، ڈاکٹر پرویز پروازی نے اردو ناول پر، ڈاکٹر سہیل احمد خاں نے اردو داستانوں پر، ڈاکٹر بشیر سیفی نے انشائیہ ادب پر کام کیا۔ذکریا یونیورسٹی نے اردو افسانے پر ڈاکٹر انوار احمد، حکیم احمد شجاع پر ڈاکٹر اے۔بی اشرف اور عابد علی عابد پر ڈاکٹر عبدالروف نے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے لکھے۔مجلس ترقی ادب لاہور سے امتیاز علی تاج، خلیل داؤدی ابھرے عین الحق فرید کوٹی نے لاثانی تحقیق پر عمدہ کام کیا۔بقول ڈاکٹر انور سدید

> ''دبستان کراچی کی تحقیق کی روایت کا سرچشمہ مولوی عبدالحق کی تحقیقی روایت سے پھوٹتا ہے یہ دبستان تحقیق میں استخراجی اور اشتقاقی طریقوں کو اہمیت دیتا ہے۔اور متون کی دریافت، تحقیق اور تصیح متن میں خصوصی دلچسپی لیتا ہے۔دکنی ادب اور قدیم شعراء کے تذکروں پر پرانی بیاضوں اور نایاب مخطوطوں کی تلاش و دریافت میں بھی دبستان کراچی میں خصوصی خدمات سرانجام دی ہیں۔''(۱۱)

دبستان کراچی کی محققین میں نمایاں نام یہ ہیں ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر شوکت سبزواری، مشفق خواجہ، ڈاکٹر معین الدین عقیل، افسر امروہی، ڈاکٹر ابوسلیمان شاہ جہاں پوری ڈاکٹر محمد ایوب قادری اور ڈاکٹر غلام مصطفی خاں وغیرہ۔

ڈاکٹر جمیل جالبی کو ایک محنتی اور حوصلہ مند محقق کی حیثیت سے شہرت حاصل ہے۔انھوں نے اس سلسلے میں بہت بڑے اور تفصیلی کام سرانجام دیے ہیں۔انھوں نے دکنی ادب کو نسبت زیادہ اہمیت دی۔مثنوی کدم راؤ، پدم راؤ، دیوان حسن شوقی اور دیوان نصرتی کی دریافت کا کارنامہ سرانجام دیا۔لیکن ان کا سب سے بڑا کارنامہ ایک مکمل''تاریخ ادب اردو'' کی تدوین ہے۔جس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن میں اٹھارویں صدی کے آواخر تک کے ادب کا تعارف اور ماخذات درج کئے گئے ہیں۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے دائرہ تحقیق میں ادب، شخصیات اور لا

ثانیات شامل ہیں۔انھوں نے شاعری کا تاریخ دبستان لکھنو کے حوالے سے مرتب کی۔لسانی زوایے، بنیادی اردو اور ادب اور لسانیات ان کی معروف کتب ہیں ڈاکٹر فرمان فتح پوری، دبستان تحقیق کا ایک اور معتبر نام ہے۔''اردو کی منظوم داستانیں''، ''اُردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن'' اور ''اردو ہندی تنازع'' ان کے تحقیقی کارنامے ہیں۔میر انیس اور نواب مرزا شوق کو انھوں نے تحقیق سے نئی معنویت عطا کی ہے۔ڈاکٹر شوکت سبز واری نے لسانی تحقیق میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے ''اردو لسانیات''، ''داستان زبان اردو''، ''اردو زبان کا ارتقا'' جیسی کتب ان کی تحقیقی کاوشوں کا ثمر ہے۔ان کا دوسرا اہم موضوع غالب شناسی ہے۔

مشفق خواجہ کو مخطوطہ شناسی سے خاص شغف ہے۔گم شدہ ادبی نوادرات کی تلاش ان کی ذہنی عبارت ہے۔''تذکرہ خوش معرکہ زیبا''۔''جائزہ مخطوطات اردو'' ان کی کامیاب تحقیقی کاوش ہے۔ڈاکٹر معین الدین عقیل تحقیقی کام کو بڑی خنک مزاجی اور خوش دلی سے سرانجام دیتے ہیں اردو تحقیق ''صورتحال اور تقاضے'' ان کی محنت کا ثمر ہے اسکے علاوہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے بھی ادبی تحقیق میں اہم کردار ادا کیا ہے۔انھوں نے زبان کے ساتھ ادبی اثرات کی دریافت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔''فارسی پر اردو کا اثر'' اردو میں ''قرآن اور حدیث کے محاورات''، ''اردو کا دینی ادب'' ان کی تحقیقی کاوشیں ہیں۔ان حضرات کے علاوہ کراچی سے تحقیق کے جو علمی کارنامے سامنے آئے ہیں ان میں چندایک یہ ہیں۔

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی کا ''اردو شاعری سیاسی وسماجی پس منظر''

ڈاکٹر اسلم فرخی کا ''محمد حسین آزاد حیات وتصانیف''

ڈاکٹر معین الدین عقیل ''تحریک آزادی میں اردو کا حصہ''

ڈاکٹر صفیہ بانو ''انجمن پنجاب کی تاریخ وخدمات''

ڈاکٹر محمد ایوب قادری ''اردو کی ترقی میں علمائے کرام کا حصہ''

ڈاکٹر قمقا حسین مغربی ''اردو میں شہر آشوب قابل ذکر ہیں''

قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد تک تحقیق کا سلسلہ ایک حد تک منتشر رہا۔جن سہولتوں اور ماخذ کے ذخیروں کی تحقیق کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔وہ تقسیم ہند کے سبب یہاں میسر نہ تھے۔بھارت میں تحقیق کا کوئی تسلسل ٹوٹ نہ سکا۔وہاں کا معاشرہ مستحکم اور مستحکم رہا۔وہاں ماخذ ورذخائر کی کمی نہ تھی۔بانکی پور، رام پور علی گڑھ دہلی حیدرآباد دکن کلکتہ بمبئی بھوپال، پٹیالہ وغیرہ کے علمی ذخائر اردو تحقیق کے لئے بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور انہی سے وہاں اردو تحقیق اپنی روایات کے تسلسل کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئی۔لیکن پاکستان میں معاملہ اس کے برعکس تھا۔ یہاں محض ڈھاکا اور پنجاب کی جامعات کے کتب خانوں کے علاوہ پنجاب پبلک لائبریری (لاہور)

لاہور ریکارڈ آفس اور پشاور مخطوطات تھے یہی وجہ ہے کہ لاہور میں تحقیقی روایت برقرار رہی اور اورئنٹیل کالج کے اساتذہ اور اسکا مجلّہ اورئنٹیل کالج میگزین، اس تسلسل کو برقرار رکھنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتا رہا۔ اردو میں نئی نئی جامعات کے قیام کے ساتھ ساتھ ان میں کتب خانے قائم ہوئے۔ انجمن ترقی کا کتب خانہ بھارت کراچی منتقل ہوا پھر کراچی کا مخطوطات (آرکائیوز) اور قومی عجائب گھر اور لاہور کا عجائب گھر تہذیبی و علمی ورثے کے اہم مراکز بن گئے۔ ان کے علاوہ قومی مخطوطات، اسلام آباد گیلانی لائبریری (اوچ) کتب خانے جامعہ کراچی، کتب خانہ ہمدرد کراچی سندھ کے کتب خانوں کے اردو مخطوطات وغیرہ شائع کروائے گئے۔ اس عرصے میں یورپی ممالک کے کتب خانوں میں موجود اردو مخطوطات اور نوادرات کی فہرستیں اور تحقیقی جائزے بھی شائع ہوئے اس وقت وطن عزیز کی تقریباً تمام جامعات جن میں لاہور کراچی ملتان، بہاولپور، پشاور کوئٹہ اسلام آباد اور گجرات میں شامل ہیں تحقیقی فرائض سرانجام دے رہی ہیں اردو تحقیق کی رفتار اس کے کام کو اگر چہ قابل رشک تو قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن مزید محنت اور لگن اس میدان میں بہتر نتائج حاصل ہونے کی امید کی جا سکتی ہے

اس وقت پاکستان میں چونکہ تحقیق کا زیادہ تر انحصار جامعات میں ایم۔اے، ایم فل اور پی۔ایچ ڈی کی اسناد کے حصول کے لیے لکھے جانے والے مقالات پر ہے اس لیے ایسی تدبیر اور سہولتیں اختیار کی جانی چاہیے کہ محض حصول سند کا وسیلہ ہو کر نہ رہ جائے بلکہ اسے معیاری اور مستقل حیثیت بھی حاصل ہو سکے۔

حوالہ جات

۱۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر،''ادبی تحقیق کے حصول''، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد،۱۹۹۲،ص ۷

۲۔ رشید حسن خان،''ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ''، الفیصل، لاہور،۱۹۸۹،ص ۱۰

۳۔ وحید قریشی، ڈاکٹر،''مقالات تحقیق''، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور،۱۹۸۸،ص ۹

۴۔ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر،''اردو میں اصول تحقیق''، مرتبہ: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد،۱۹۸۶،ص ۴

۵ ایضاً،ص ۵

۶۔ محمود الٰہی، ڈاکٹر،''اردو میں جدید تحقیق کا آغاز: سرسید اور ان کے بعد رفقاء''، مطبوعہ فکر و نظر، علی گڑھ، جولائی ۱۹۶۴، ص ۹۷

۷۔ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر،''اردو میں اصول تحقیق''، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، جلد دوم،ص ۱۲

۸۔ ایضاً،ص ۱۳

۹۔ انور سدید، ڈاکٹر،''اردو ادب کی مختصر تاریخ''، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد،۱۹۹۱ء،ص ۶۴۱

۱۰۔ ایضاً،ص ۶۴۵

۱۱۔ ایضاً،ص ۶۵۰